Kuflay Madina

Mulana Muhammad Ilyas Attar Qadri (Damat Barkatuhumul Aaliya)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُفلِ مدینہ

آپ کو شیطٰن لاکھ سُستی دلائے یہ رِسالہ مکمَّل پڑھ لیجئے ان شآءَ اللہ عزوجل ثواب ومعلومات کا ڈھیروں خزانہ ہاتھ آئیگا۔

قبر میں امداد

قفلِ مدینہ

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوبکر شِبلی رضی اللہ تعالٰی عنہُ (جو سرکارِ بغداد حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہُ کے مشائخ میں سے ہیں) فرماتے ہیں، ''میں نے اپنے ایک پڑوسی کو اِنتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا، مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ کہنے لگا، عالیجاہ! نہایت ہی خوفناک حالات سے دوچار ہوا اور خُصُوصاً مُنکَر نکِیر کے سُوالات کے جوابات کے وقت میں گھبرا گیا مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ کیا میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا! یکا یک ایک آواز گونج اٹھی، ''دنیا میں زَبان کا صحیح استِعمال نہ کرنے کے سبب تجھ پر یہ مصیبت نازِل ہورہی ہے۔'' اب فرشتے عذاب دینے کے لئے بڑھے۔ اتنے میں ایک مُعطّر مُعطّر اور حُسن وجمال کے پیکر بزرگ میرے اور فرشتگانِ عذاب کے درمیان حائل ہوگئے۔ انہوں نے نکیرَین کے سُوالات کے جوابات دینے میں میری مدد کی، یوں میں عذاب سے بچ گیا۔ میں نے اپنے مُحسن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُن سے عرض کیا، اللہ عزوجل آپ پر رحمت فرمائے، آپ کون ہیں؟ فرمایا، ''میں تیری کثرتِ دُرُود کی بَرَکت سے پیدا ہوا ہوں، مجھے قبر وحشر کے ہر مشکل مقام پر تیری مدد کرنے پر مامور کیا گیا ہے''[1]۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

[1] القول البدیع ص ۱۲۷ مطبوعہ دارالکتب العربی بیروت۔

آنکھ نکال دی!

حضرتِ سیِّدُنا کعبُ الأَحبار رضی اللہ تعالٰی عنہُ روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا، لوگوں نے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی بارگاہ میں درخواست کی کہ حضور! دعا فرمایئے تاکہ بارش ہو۔ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔ سب لوگ ساتھ چل پڑے تو آپ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے اعلان فرمایا، ''میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ سن کر سارے لوگ واپس چلے گئے صرف ایک آنکھ والا ایک شخص ساتھ چلتا رہا۔'' حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے ارشاد فرمایا کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟ عرض کیا، سنی ہے۔ فرمانے لگے، کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟ عرض کی، حُضور! مجھے اپنا کوئی گناہ یاد نہیں؛ البتہ ایک گناہ کا تذکرہ کرتا ہوں، اب وہ گناہ باقی ہے یا نہیں اسکا فیصلہ آپ ہی فرمائیں گے۔ فرمایا، وہ کیا؟ عرض کی، ایک دن میں نے گزرگاہ پر کسی کے مکان میں ایک آنکھ سے جھانکا تو کوئی کھڑا تھا کسی کے گھر میں اسطرح جھانکنے کا مجھے بہت قلق ہوا میں خوفِ خدا عزوجل سے لرز اُٹھا، مجھ پر ندامت غالب آئی اور جس آنکھ نے جھانکا تھا اُس کو نکال کر پھینک دیا! اگر میرا وہ عمل گناہ ہے تو مجھے آپ فرما دیجئے میں بھی چلا جاتا ہوں حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اس کی بات سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا ساتھ چلو، اب ہم دُعاء کرتے ہیں چنانچہ دُعاء مانگی، ''اے قدّوس عزوجل! اے قدوس عزوجل! تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور اور بخل تیری صفت نہیں اپنے فضل وکرم سے ہم پر پانی برسا دے۔'' فوراً بارش شروع ہوگئی اور دونوں حضرات بھیگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لے آئے۔[1]

کسی کے گھر میں جھانکنا کیسا؟

میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت میں بہت سے مدنی پھول ملے مثلاً اجتماعی طور پر دُعاء کرنا یہ انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کی سنّت ہے یہ الگ بات ہے کہ گناہ کرنے والوں کو بھیج دیا گیا اِس میں یہ اشارہ ہے کہ گناہ قبولیتِ دُعاء میں رُکاوٹ ہیں۔ کسی کے گھر میں قصداً جھانکنا گناہ ہے۔ ہاں اگر دروازہ پہلے ہی سے کھلا ہو اور بے اختیار کسی

[1] بزمِ اولیاء ص ۵۲۵

کی نظر پڑ گئی تو گناہ نہیں۔ افسوس! اب اِس اَمر کی طرف اکثر مسلمانوں کی توجُّہ ہی نہیں لوگ گھروں کے دروازوں میں بلا جھجک جھانکتے ہیں، حتّٰی کہ دروازہ کُھلا نہ ہو تو اُچک اُچک کر جھانکتے ہیں، دراڑ میں سے جھانکتے ہیں، کھڑکی میں سے جھانکتے ہیں، پردہ ہٹا کر جھانکتے ہیں اور اس بات کی مُطلقاً پرواہ نہیں کرتے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت شرعی جان بوجھ کر جھانکنا گناہ ہے۔ چنانچہ

جھانکنے والے کی آنکھ صاحِبِ خانہ پھوڑ دے

حضرتِ سیِّدُنا ابو ذَر غِفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رِوایت ہے کہ حُضُور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اجازت ملنے سے پہلے ہی پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی اُس نے ایسا کام کیا جو اُس کیلئے حَلال نہ تھا اور اگر کسی نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو اُس (آنکھ پھوڑ ڈالنے والے) پر کچھ بھی نہیں اور اگر کوئی ایسے دروازے پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اُس کی نظر (بِلا قصد) گھر والے کی عورت پر پڑ گئی تو اُس کی خطا نہیں (بلکہ خطا) گھر والوں کی ہے!“[1]

شرمندگی توبہ ہے

پیش کردہ حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر نَدامت بہت اہمیَّت رکھتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے، ”اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ“ [2] یعنی شرمندگی توبہ ہے۔ سیِّدُنا موسٰی کلیمُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے اُمّتی کی کسی کے گھر میں کسی پر نظر پڑی تو ان کو سخت ندامت ہوئی کہ میں نے کسی کے گھر میں جھانکا ہی کیوں؟ اور پھر جس آنکھ نے جھانکا تھا اس آنکھ کو ہی نکال کر پھینک دیا آہ! ہم دن میں بیسیوں، سینکڑوں، ہزاروں گناہ کرتے ہیں مگر ندامت تو کُجا ہمیں اس کا اِحساس تک نہیں ہوتا۔

کوئی ہفتہ، کوئی دن یا کوئی گھنٹہ مرا بلکہ
کوئی لمحہ گناہوں سے نہیں خالی گیا ہوگا
ندامت سے گناہوں کا اِزالہ کچھ تو ہو جاتا
ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے! ندامت سے

---

[1] ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۷۱۶ ج ۴ ص ۳۲۴ مطبوعه دار الفکر بیروت۔ [2] ابن ماجه رقم الحدیث ۴۲۵۲ ج ۴ ص ۴۹۲ مطبوعه دار المعرفه بیروت

آنکھیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آنکھوں کی حفاظت انتہائی ضروری امر ہے۔ کیوں کہ آنکھیں بہت سارے گناہ کروائی ہیں۔ بدقسمتی ہے آج اسکی طرف ہماری بالکل توجہ نہیں۔ ہماری آنکھیں ہر وقت، ہر طرف دیکھتی رہتی ہیں۔ کاش! ہم نیچی نگاہیں رکھنے کی سعادت حاصل کرتے۔ سنو! سنو! قران پاک میں اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے:-

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

میرے آقائے نعمت، اعلیحضرت امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدّدِ دین وملت، پیر طریقت، عالم شریعت باعث خیر وبرکت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے شہرۂ آفاق ترجمہ قران کنز الایمان میں اسکا ترجمہ یوں کرتے ہیں:-

"مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ عزوجل کو انکے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔"

آنکھ کیا کیا دیکھتی ہے

میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نگاہیں کچھ نیچی رکھنے کی قران پاک میں تعلیم دی جارہی ہے۔ اس حکم قرانی پر غور کیجئے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کیجئے۔ ہائے افسوس! آج آنکھیں معاذ اللہ عزوجل اجنبیہ عورتوں کو بھی دیکھتی ہیں، شہوت کے ساتھ امردوں کو بھی دیکھتی ہیں، بلا جھجک لوگوں کے کھلے ہوئے گھٹنے اور رانیں بھی دیکھتی ہیں، مرد کی آنکھیں عورتوں اور عورتوں کی آنکھیں مردوں کی تصاویر کو بھی دیکھتی ہیں بلکہ ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر پر فلمیں ڈرامے اور فحش مناظر بھی دیکھتی ہیں، ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر ان آیات قرانی پر عمل کے معاملے میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر کے سبب مسلمانوں کے اکثر گھر سینما گھر بن کر رہ گئے! کیا کیا دیکھا جارہا ہے ذرا غور تو کیجئے۔

پ ۱۸ سورۂ نور آیت ۳۰، ۳۱

۳۰۰ سال تک گریہ وزاری

حضرتِ سیّدُنا داوٗد علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی مبارک نظر کسی ایسی چیز پر پڑگئی جسے نہیں دیکھنا چاہیے تھا حالانکہ ایسا بلاقصد ہوا تھا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃُ وَالسَّلام معصوم ہیں مگر اسکی ندامت میں آپ علیہ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام تین سو سال تک روتے رہے۔[۱]

حضرتِ سیّدُنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خوفِ خدا عزوجل

حضرتِ سیّدُنا شعیب علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام خوفِ خدا عزوجل سے اتنا روتے، اتنا روتے تھے کہ ان کی اکثر بینائی رخصت ہوگئی۔ لوگوں نے عرض کیا، یانبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسَّلام آپ اتنا کیوں روئے کہ آپکی اکثر بینائی جاتی رہی؟ ارشاد فرمایا، دو چیزوں کے سبب (۱) کہیں ایسی چیز پر نظر نہ پڑجائے جس کو شریعت نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۲) جو آنکھیں ربّ عزوجل کا جلوہ دیکھنا چاہتی ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی اور چیز کو بھی دیکھیں لہٰذا میں نے مناسب خیال کیا کہ نابینا کی طرح ہوجاؤں اور جب قیامت میں میری آنکھ کھلے تو فوراً نظر میرے ربّ عزوجل کو دیکھے۔ چُنانچہ اِسکے بعد حضرتِ سیّدُنا شعیب علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ساٹھ سال تک حیاتِ ظاہری کے ساتھ متّصف رہے لیکن کسی نے ان کو آنکھ کھولتے نہیں دیکھا۔[۲]

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زباں
اکھیاں بنایاں سوہنڑے دے دیدار واسطے

۴۵ سال سے آنکھیں بند

حضرتِ سیّدُنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو کسی نے دیکھا کہ اپنے آستانے سے آنکھیں بند کئے باہر تشریف لائے تو عرض کیا حُضور! خیریت تو ہے آنکھیں کیوں بند ہیں؟ ارشاد فرمایا، پینتالیس سال ہوگئے میں نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ میں جس سے مَحَبَّت کرتا ہوں میری آرزو ہے فقط اُسی ربّ عزوجل کو دیکھوں، مجھے یہ عجیب سا لگتا ہے کہ محبت تو اللہ عزوجل سے کروں اور دیکھوں کسی اور کی طرف۔ اس لئے میں آنکھیں بند ہی رکھتا ہوں۔

[۲] اسرار الاولیاء (مترجم) ص ۱۰۵۔

۴۰ سال تک آنکھوں پر پٹی

حضرتِ سیِّدُنا شیخ شہابُ الدین سُہرَوَردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے رہے تاکہ نگاہوں کی حفاظت ہو۔[۱]

اِدھر اُدھر دیکھنے کا بھی حساب ہے

میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عبادت گزار اور پرہیز گار ہونے کے باوُجود آنکھوں کے معاملے میں اس قدر ڈرتے اور اتنی سختی سے آنکھوں کا قُفلِ مدینہ لگاتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ اپنی آنکھوں کا بالکل خیال ہی نہیں رکھتے یعنی نظر کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا، اسکا ہمیں کوئی اِحساس ہی نہیں۔ آنکھوں کو حرام کے ساتھ ساتھ فُضول نگاہی سے بھی بچانا چاہئے۔ ہر وہ کام فُضول ہوتا ہے جس میں نہ دین کا فائدہ ہو اور نہ دنیا کا۔ بلا ضَرورت اِدھر اُدھر دیکھنا پریشان نظری کہلاتا ہے اور یہ بھی فُضول نگاہی ہے۔ بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی تو فرماتے ہیں کہ نظروں کو قید رکھو اِنکو مُباح (یعنی جائز) مَناظِر (مثلاً لہلہاتے کھیت، خوشنما باغات، پہاڑ، چشمے وغیرہ) بھی مت دکھاؤ کہ اگر تم اپنی آنکھوں کو مُباح مَناظر دکھاؤ گے تو کل یہ ناجائز کی طرف بھی اٹھیں گی لہٰذا ابھی سے انکا راستہ بند کر دو یعنی انہیں جائز مَناظر scenery بھی مت دکھاؤ۔

جائز منظر دیکھنے کی نِرالی سزا

حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ ''کیمیائے سعادت'' میں نقل فرماتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا حسان بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے کہ ایک جگہ بہت ہی خوبصورت منظر دکھائی دیا، (جیسا کہ ہمارے یہاں سڑکوں، چوکوں پر بڑے بڑے فنِ تعمیر کے نمونے (models of architect) بنے ہوتے ہیں) آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کس نے تیار کیا ہے؟ مگر فوراً اپنی اس غلطی کا احساس ہو گیا کہ یہ میں نے کیوں پوچھا؟ اپنے نفس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تجھے اس سے کوئی واسطہ یا تعلُّق بھی ہے؟ جو خواہ مخواہ یہ فُضول سُوال کر ڈالا! اس منظر کے بارے میں معلومات کی تجھے کیوں سُوجھی؟ اب اپنی سزا بھی سن لے! تیری سزا یہ ہے کہ ایک سال تک تجھے روزے رکھنے ہوں گے اور واقعی وہ سزا وہ اپنے آپ کو دے کر رہے۔[۲]

---

[۱] راحت القلوب (مترجم) ص ۵۹۔ [۲] کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ مطبوعہ انتشارات گنجینہ تہران

تفریح گاہ پر جانے کا نقصان

ایک ہم ہیں کہ خود تفریح گاہوں پر جا جا کر دِلفریب مَناظِر دیکھتے ہیں مگر ایسے بھی بزرگ ہوئے ہیں جو مُباح (یعنی جائز) مَناظِر دیکھنے سے بھی کتراتے تھے۔ یعنی آبشاریں، خوشنما باغات، پھلواریاں، پہاڑ وغیرہ حالانکہ یہ سب دیکھنا جائز ہے مگر وہ انہیں دیکھنے سے بچتے تھے۔ اُن حضرات کی سوچ یہ ہوا کرتی کہ ان جائز خوبصورت چیزوں کو دیکھیں گے، تو حُسن دیکھنے کا شوق پیدا ہوگا، خوبصورتی دیکھنے کی عادت جنم لے گی اچھی اچھی چیزیں، سجاوٹیں دیکھنے کا شوق پروان چڑھے گا۔ جب آنکھ کو جائز حَسین مَناظِر دیکھنے کی اجازت دیں گے تو یہ دَلیر ہوگی اور ہوسکتا پھر پھسل کر مُحَرَّمات یعنی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے کے گناہ میں جا پڑے۔

آنکھوں میں آگ

ان بزرگانِ دین کی بات خوب سمجھ میں آنے والی ہے واقعی آجکل تو سڑکوں پر طرح طرح کے فنِ تعمیر کے دل کش نمونے (models of architect) رکھے جاتے ہیں اور ہم دیکھنے سے باز آتے ہی نہیں، طرح طرح کے سائن بورڈ لگے ہوتے ہیں اور ان میں کشِش بڑھانے کیلئے اکثر عورتوں کی تصاویر بنی ہوتی ہیں۔ انسان نظر کو کتنا ہی قابو کرنے کی کوشش کرے مگر وہ اُچھل کر وہاں جا پہنچتی ہے۔ اُن مَناظِر میں اتنی جاذبیت پیدا کی جاتی ہے کہ آدمی انکو دیکھے بغیر نہیں رہتا۔ کاش! جسے دیکھنا حرام ہے اُسے دیکھتے وقت یہ روایت ذِہن میں رہے، ''جو اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کریگا اس کی آنکھوں میں قیامت کے روز آگ بھردی جائیگی۔'' [۱]

اِدھر اُدھر دیکھنے کا نقصان

کاش! ہم آنکھوں پر قابو رکھنا سیکھ لیں مثلاً، ہم کسی راہ سے گزر رہے ہیں تو زہے نصیب! کہ نیچے دیکھیں ہاں جب ضَرورت ہو تو اِدھر اُدھر بھی دیکھ لیں، مثلاً جب سڑک عُبور کررہے ہوں تب دائیں بائیں دیکھیں کہ کہیں کسی گاڑی کی ٹکر نہ لگ جائے۔ اسی طرح جو ڈرائیونگ کر رہا ہے وہ حسبِ ضَرورت اِدھر اُدھر ضرور دیکھے لیکن ڈرائیور کے علاوہ جو کوئی گاڑی کے اندر بیٹھا ہے۔ وہ بلا ضَرورت اِدھر اُدھر دیکھے تو اسکا دیکھنا فُضول ہے یا نہیں؟ خود ہی غور فرمالیں۔ اور اب اس دنیا میں دیکھنے کیلئے کیا رہ گیا ہے؟ آپ شہر کی سڑکوں سے گزرتے ہوئے دائیں طرف دیکھیں گے تو اشتِہاری سائن بورڈ نظر آئے گا، بائیں کھڑکی سے دیکھیں گے تو فلم کا بے ہودہ بورڈ بے حیائی کے ساتھ گناہ کی دعوت دے رہا ہوگا، سامنے دیکھیں گے تو کوئی اسکوٹر پر بے پردہ خاتون کو

---

[۱] مکاشفة القلوب ص ۱۰ مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت

لاد کر جاتا دکھائی دیگا۔ یاد رکھئے اجنبیہ کے کھلے ہوئے بالوں کو دیکھنا بھی حرام اسکا بے پردہ نکلنا تو گناہ ہے ہی اُس کی طرف قصداً نظر اٹھانے والا بھی گناہگار ہے۔ چلیے اگر اسپر نظر نہیں پڑی تو کوئی سوزوکی جارہی ہے اور اس کے پیچھے کسی فلمی اداکارہ کی تصویر چسپاں ہے تو اس پر نظر پڑسکتی ہے۔ آجکل تو یہ گناہ اتنا عام ہوگیا اور لوگ گناہوں کے معاملے میں اتنے نڈر ہوگئے ہیں اگرچہ خود ان کو نظر نہیں آرہی پھر بھی ڈرائیور صاحب کی پیٹھ کے پیچھے تصویر موجود ہے۔ یقیناً گاڑی کے پیچھے اداکارہ کی تصویر اس لئے بنائی جاتی ہے کہ لوگ دیکھیں اور اپنی آنکھیں حرام سے بھریں آہ! آجکل بے پردہ عورت کی تصویر سوزوکی کے پچھلے شیشے پر بنی ہوتی ہے ٹرک جارہا ہے تو ٹرک پر بہت بڑی تصویر کسی عورت کی بنی ہوئی ہے۔ سامنے دیکھیں تو مصیبت، دائیں دیکھیں تب بھی مصیبت، بائیں دیکھیں تو مصیبت کسی گاڑی کیطرف دیکھیں تو بھی مصیبت کہ وہ کار کوئی خاتون چلارہی ہیں۔ اور اسکی کھلی کلائیاں نظر آرہی ہیں، اسکے سر کے بالوں پر نگاہ پڑرہی ہے، ڈرائیونگ کی سیٹ پر اگر نظر نہ پڑی بلکہ پچھلی سیٹ پر نظر پڑی تب بھی مصیبت کہ بارہا وہاں بھی بے پردہ عورتیں بیٹھی ہوتی ہیں۔

بدنگاہی سے بچنے کا نسخہ

آدمی کرے تو کیا کرے؟ جدھر دیکھو اُدھر نادیکھنے والی اشیاء نظر آرہی ہیں۔ نادیدنی مناظر ہیں۔ آخر انسان کیا کرے؟ کرنا کیا ہے! آنکھیں نیچی رکھے اور آنکھیں شرم وحیاء سے جھکائے رکھنا ہمارے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے۔ سُبحٰنَ اللہ عزوجل کہنے والو! اس سُنّت کو اپناؤ گے کب؟ جیتے جی یا مرنے کے بعد؟ مرنے کے بعد یہ آنکھیں بظاہر تو بند ہوں گی لیکن حقیقت میں کھل جائیں گی اور پھر بہت کچھ نظر آئے گا۔ ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک آنکھیں حیاء سے جھکی رہتی تھیں جیسا کہ میرے آقا، امام اہلسنت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بارگاہِ ربُّ العزّت عزوجل میں مُناجات کررہے ہیں:-

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں ا
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو
نیچی نظروں کی شرم وحیاء پہ دُرود
اونچی بینی کی رِفعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکسار آاپنی بے باکیوں کا تذکرہ فرمارہے ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو ولی اللہ تھے جبکہ ہماری واقعی یہی حالت ہے کہ ہم گناہوں پر بے باک ودلیر ہیں (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شرم وحیاء سے نگاہیں نیچی رکھا کرتے۔

آقا کی حیاء سے جھکی رہتی تھیں نگاہیں
آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفلِ مدینہ
گر دیکھے گا فلمیں تو قِیامت میں پھنسے گا
آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفلِ مدینہ
آنکھوں میں پسِ مَرگ نہ بھر جائے کہیں آگ
آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفلِ مدینہ

جھاڑیاں لپٹ جاتیں

اہلُ اللہ آنکھوں پر قُفلِ مدینہ لگاتے تھے اور ہمارے پیارے پیارے شہد سے بھی میٹھے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اکثر نگاہیں نیچی رکھتے تھے۔ حسبِ ضرورت دیکھنا ثابت ہے۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہاں بلا ضرورت میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی طرف بھی نہ دیکھتے۔ جب راہ چلتے تو نیچی نگاہیں کیے راستے کے ایک کنارے پر چلتے حتیٰ کہ شاخیں، جھاڑیاں بے تابانہ دامنِ اَطہر سے لپٹ جاتی تھیں یعنی نظر شریف اتنی نیچی ہوتی کہ جھاڑیوں میں بعض اوقات دامن شریف اٹک جاتا تھا۔

چہروں پر نظریں گاڑنا

مخاطب کے چہرے پر نظریں گاڑ کر گفتگو کرنا سنّت نہیں مگر آہ! ہم جب گفتگو کرتے ہیں تو سامنے والے کے چہرے پر ضرور نظریں جماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذِہن میں پہلی بار یہ بات آئی ہے تو آئندہ جب کسی سے بات کریں فوراً خود غور فرمائیے گا آپ سامنے والے کے چہرے کو دیکھ رہے ہونگے۔ اسی طرح مبلِغ جب بیان کرتا ہے، مُقرِر جب تقریر کرتا ہے، خطیب جب خطبہ دیتا ہے، اُس وقت وہ بھی لوگوں کے چہرے دیکھتا ہے۔ آپ میں سے جو مبلِغ ہیں وہ بھی غور کرلیں کہ آئندہ جب آپ بیان کریں گے تو آپ فوراً لوگوں کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بیان کریں گے یعنی آپ سے نیچے دیکھ کر بیان ہو نہیں پائے گا۔ آپ نیچے دیکھ کر باتیں کر نہیں پائیں گے۔ آپ چہرہ دیکھے بغیر بول نہیں سکیں گے، معلوم ہوتا ہے کہ شیطن اس سُنّت کا بہت زیادہ سخت مخالف ہے۔ آپ کتنا ہی زور لگالیں آپ لوگوں کے چہروں کو دیکھے بغیر شاید بات نہ کر سکیں۔ اِسکا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ شیطن کے آگے ہتھیار ڈال دیں کہ ہم سے تو یہ ممکن نہیں، ہم تو گناہگار ہیں، ہم

تو آنکھوں پر ''قفلِ مدینہ'' لگا ہی نہیں سکتے، ہم تو بات ہی نہیں کر پاتے جب تک سامنے والے کا چہرہ نہ دیکھ لیں۔ اگر آپ نے ہتھیار ڈال دیئے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ شیطٰن کے سامنے آپ ہار گئے ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے، کوشش جاری رکھنی چاہیے۔

دیکھئے! میں نے ابھی بُزُرگانِ دین (رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ) کے واقعات سنائے شیخ شِہابُ الدین سُہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چالیس سال تک مشق کی اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر رکھی تاکہ بدنگاہی سے بچنے کی عادت پڑ جائے اور اسی طرح فضول نگاہی سے بچنے کے عادی ہو جائیں۔ یہ تو اللہ عزوجل والے لوگ تھے۔ انہوں نے بدنگاہی کیا کرنی تھی۔ یہ سب تو ہماری تعلیم کیلئے تھا۔ ہم بھی کوشش کرکے کوئی ایسی صورت نکالیں کہ حتی الامکان ہماری نظر نیچی رہے اور بلا ضرورت سامنے والے کے چہرے کو نہ دیکھیں کہ کبھی اَمْرَد سے بھی بات کرنی پڑتی ہے اگر خدانخواستہ شہوت پیدا ہوئی پھر بھی دیکھتے رہے تو اب جہنم میں پہنچنے کا سامان بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح لوگ کاروبار وغیرہ میں عورتوں کی طرف دیکھتے ہوئے ان سے بے تکلفانہ گفتگو کرتے ہیں یہ حرام ہے اور یہاں تو شہوت کی بھی قید نہیں۔ ہمارے آقا میٹھے میٹھے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو سامنے والے کے چہرے پر نگاہیں نہ گاڑا کرتے۔

ضدی بن جایئے
قفلِ مدینہ

اِس سنت کو بھی زندہ کیجئے یعنی دل میں اب ٹھان لیجئے کہ اگرچہ یہ سُنّت مجھے زیادہ مشکل محسوس ہورہی ہے ان شاء اللہ عزوجل اسپر میں زیادہ سختی سے عمل کرونگا حدیثِ پاک میں ہے ''اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اَحْمَزُهَا'' ۱؎ یعنی عبادتوں میں افضل عبادت وہ ہے جو زیادہ مشکل ہو۔ جو عمل جتنا دشوار ہوتا ہے اسکی اتنی ہی فضیلت بھی زیادہ ہے۔ سیّدنا ابراہیم بن اَدْھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول بھی ملتا ہے کہ ''دنیا میں جو عمل جتنا دشوار ہوگا بروزِ قیامت نیکیوں کے پلڑے میں وہ اُتنا ہی وَزْن دار ہوگا'' ۲؎ یہ سنت بھی زندہ کرڈالیے کہ ان آنکھوں نے بہت پریشان کیا ہے۔ بہت گناہ کررکھے ہیں۔ جو چیز اُٹھا کر دیکھیں اسمیں تصویریں، ٹی۔وی کھولو تو اُس میں تصویریں، شیطان پھر بہانہ سکھاتا ہے کہ ہم ڈرامہ کہاں دیکھتے ہیں ہم تو خبریں دیکھتے اور سنتے ہیں جبکہ خبریں عورتیں بھی دیتی ہیں! خبروں میں بھی طرح طرح کی تصاویر اور اُس کے آگے پیچھے بھی تو موسیقیاں ہوتی ہیں۔ آدمی کیا کرے؟ بڑا نازک دور آگیا۔ شاید اب آپ کہیں گے کہ بچنا مشکل

۱؎ کشف الخفاء رقم الحدیث ۴۵۹ ج ۱ ص ۱۷۵ مطبوعۃ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔ ۲؎ تذکرۃ الاولیاء ص ۹۵ مطبوعۃ تہران

ہے ہتھیار ڈالتے ہیں۔ سن لو! کہ ہتھیار ڈالنا یہ مرد کا کام نہیں، شیطٰن کے آگے ہتھیار ڈال دیا گویا اُسے انگلی پکڑادی پھر وہ ہاتھ پکڑ لے گا اور گریبان میں ہاتھ ڈال دیگا۔

ذوق بڑھایئے

شیطٰن کو انگلی پکڑانی ہی نہیں۔ کوئی اَمر ناممکن نہیں۔ ربّ عزوجل کی مدد شامل حال ہو جائے گی۔ اسکا کرم ہو جائے گا اور جو آنکھیں نیچی رکھے گا یعنی آنکھوں کا قُفلِ مدینہ لگائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کیلئے ایسی لذّت پیدا کر دیگا کہ بس وہ اس لذّت میں مَست ہو جائے گا۔ اسکی عبادت میں ذَوق بڑھے گا، خشوع وخُضوع پیدا ہوگا۔ اگر آپکو یقین نہیں آتا تو تجرِبہ کر لیجئے۔

پہلے آنکھ بہکتی ہے

میرے آقائے نعمت، امامِ اہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں، کہ "پہلے آنکھ بہکتی ہے، پھر دل بہکتا ہے، اسکے بعد سِتر بہکتا ہے۔" آنکھ ہی کا راستہ بند کر دیا جائے کہ دل اور سِتر کے بہکنے کی نَوبت ہی نہ آئے۔ کوشش کیجئے ایک بار کیجئے، دو بار کیجئے، تین۳ بار کیجئے ان شاءَ اللہ عزوجل کبھی تو نیچی نظر رکھنے کی عادت پڑ ہی جائے گی۔

استقامت کے پہاڑ

ایک صاحب کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک گناہ کرتے تھے پھر توبہ کرتے پھر وہ گناہ ہو جاتا پھر وہ توبہ کرتے کرتے ستّر بار گناہ ہوگیا۔ ستّرویں بار انہوں نے توبہ کی وہ پیچھے نہیں ہٹتے تھے اکہتّرویں بار پھر وہ گناہ سرزد ہوگیا، پھر گوگڑا کر توبہ کی یہاں تک کہ اس اکہتّرویں توبہ کے بعد اُس گناہ کی عادت نکل گئی۔

توبہ اور کوشش

جب ہم توبہ کرتے رہیں گے ربّ عزوجل مُعاف فرماتا رہے گا ہم توبہ کرتے رہیں گے وہ کرم فرماتا رہے گا۔ اسکی رَحمت کا دروازہ بند نہیں ہوتا، اسکی رَحمت کے خزانے ختم نہیں ہوتے، مایوس نہیں ہونا چاہئے ان شاءَ اللہ عزوجل کوشش کریں گے، کوشش کریں گے، کریں گے، کریں گے آخر کبھی تو شیطٰن دُم دبا کر بھاگے گا۔ اگر ہم اس شیطٰن کی باتوں میں آکر کہتے رہیں گے، میں مجبور ہوں...... میں مجبور ہوں...... میں مجبور ہوں...... یہ سوچتے رہیں گے تو کمزور دیکھ کر کوئی بھی قابو پالیتا ہے، پھر وہ تو شیطٰن ہے۔ شیطٰن کے آگے کمزور ہونا ہی نہیں ہے۔ بس ربّ

عزوجل کی رحمت پر ہمیں بھروسہ ہے اللہ والوں کی شان تو نرالی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور واقعی آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ اس نعمت کا استعمال کیا؟ حضرتِ سیّدُ نا عبداللہ بن زَید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھئے کہ آنکھوں کا استعمال کیا ہے؟

تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں!

"مَدارِجُ النُّبُوَّۃ" میں خاتِمُ المُحَدِّثِین، مُحَقِّق عَلَی الْاِطْلاق حضرت سیّدُ نا شیخ عبدالحق مُحَدِّث دِہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں کہ جب ہمارے میٹھے میٹھے آقا پیارے پیارے مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے حیاتِ ظاہری سے پردہ فرمایا اور سیّدُ نا عبداللہ بن زَید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چلا تو فوراً بارگاہِ خداوندی عزوجل میں ہاتھ اُٹھا کر عرض کی، "یا اللہ عزوجل! یہ آنکھیں تُو نے عطا فرمائیں، یہ بڑی نعمت ہیں، تیری اِس عطا کردہ نعمت سے میں تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا دیدار کیا کرتا تھا۔ اے مولائے کریم عزوجل! اب تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم میری ان آنکھوں سے اَوجھل ہوگئے، یہ مزارِ پُر انوار میں تشریف لے گئے۔ اے مولائے کریم عزوجل! اب ان آنکھوں سے وہ مجھے نظر نہیں آرہے لہٰذا یا اللہ عزوجل! یہ آنکھیں واپس لے لے" چنانچہ دُعاء ختم ہونے سے پہلے پہلے سیّدُ نا عبد اللہ بن زَید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا ہوگئے![1]

ع ان آنکھوں کا ورنہ کوئی مَصرَف ہی نہیں ہے
سرکار تمہارا رُخِ زیبا نظر آئے

بزرگوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی نرالی توبہ

حُجّۃ الاسلام سیّدُ نا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "کیمیائے سعادت" میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ایک بار ایک عورت کو بے خیالی میں دیکھ لیا۔ ان کو اسکا بڑا صدمہ ہوا کہ یہ گناہ مجھ سے کیوں ہوا (اے فلمیں ڈرامے دیکھنے والو! بے تحاشا عورتوں اور اَمردوں کو تاڑنے والو! سنو!) ان بزرگ کو بڑی نَدامت ہوئی کہ میں نے یہ کیا کردیا! ہائے! میں نے اللہ عزوجل کی اس عطا کردہ آنکھ سے اسکی نافرمانی کردی، عورت کو دیکھا، چُنانچہ توبہ کی اور ساتھ ہی اپنے آپ کو سزا دینے کی قسم کھائی کہ اب میں کبھی بھی ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا۔ لہٰذا وہ جب تک زندہ رہے کیسی ہی سخت گرمی ہوتی کبھی انہوں نے ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔[2] یہ نفس کو سزا دیتے تھے اِن اللہ والوں کی توبہ بڑی نرالی ہوتی تھی۔

[1] مدارجُ النُّبُوَّۃ (مترجم) ج دوم ص ۶۰۳ ۔۔ [2] کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعۃ تہران

نام نہاد بزرگی

''کیمیائے سعادت'' میں ہے کہ ایک بزرگ کا ہاتھ کسی عورت پر پڑ گیا تو انہیں اس قدر ندامت ہوئی کہ وہ ہاتھ آگ میں ڈال کر جلا دیا![۱] افسوس! آجکل تو عورتوں سے خوب ہاتھ چُموائے جاتے ہیں، عورتوں کے سروں پر ہاتھ پھیرے جاتے ہیں، اور عورتوں کے جُھرمَٹ میں بیٹھنے کے باوُجود ''بزرگی'' سلامت رہتی ہے! بلکہ معاذ اللہ غیر عورتوں سے ہاتھ پَیر دبوانے کے باوُجود بھی ''بزرگی'' کو آنچ نہیں آتی۔

پاؤں کو سزا

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ عرصۂ دراز سے اپنے حُجرہ میں عبادت میں مشغول تھے۔ ایک بار ایک عورت دروازے پر آکر کھڑی ہوئی۔ اِن کی نظر اس پر پڑی، شیطان نے بہکایا تو وہ بزرگ اسکی طرف لپکے اور صَومعہ (یعنی عبادت خانے) سے اپنا قدم باہَر نکالا فوراً خوفِ خدا عزوجل غالِب آیا کہ نہیں مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ خیال آیا کہ یہ پاؤں جو دروازے سے باہَر اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے نکلا ہے اب یہ پاؤں میرے کمرے میں داخل نہیں ہوگا۔ چُنانچہ وَہیں بیٹھ گئے اور اُس قدم کو کمرے کے اندر لیتے ہی نہیں تھے یہاں تک کہ وہ گرمیوں، سردیوں کے باعِث گل سڑ کر اپنے جسم سے جَھڑ گیا۔[۲]

عقلیں حیران ہیں

ان حضرات کی قوّتِ برداشت کس قَدَر ہوگی؟ ایسا کس طرح کرتے ہونگے؟ عقلیں حیران ہیں لیکن یہ معاملات خوارِقُ العادات ہیں عقلوں میں نہیں آسکتے۔

سردی میں ٹھنڈے پانی سے غسل

حضرت سیِّدُنا جُنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ابنُ الکُریبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایک رات احتِلام ہوگیا سخت سردیاں تھیں تو نفس نے سستی دلائی کہ رات کافی پڑی ہے سوجاؤ صبح اِطمینان سے غسل کرلینا۔ جیسا کہ ہمارے یہاں اُن نوجوانوں کی حالت ہے کہ جو نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر رات میں احتِلام ہوجائے تو گھر والوں سے شرماتے ہیں مگر قِیامت کی شرم کو بھول جاتے ہیں اور غسل میں تاخیر کرکے نَماز قضاء کرڈالتے ہیں لیکن یہ اللہ والے اِن کے یہاں نَماز قضاء ہوجانے کا تو تصوُّر ہی نہیں غسل میں تاخیر سے بھی بچا کرتے تھے کیوں کہ انہیں اس بات کا احساس ہوتا کہ جس گھر میں جُنُب یعنی بے

[۱] کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ مطبوعۃ تہران۔

غسلا ہو اُس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے بہر حال اُن بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نفس نے سُستی دلائی کہ سردی بہت سخت ہے، رات میں کیسے غسل کروگے؟ نمازِ فجر سے قبل غسل کرلینا، پھر نماز پڑھ لینا۔ جب یہ بات آئی تو ابن الکریبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قسم کھائی کہ میں اس نفس کو سزا دونگا اور اب میں کپڑوں سمیت نہاؤں گا اور کپڑوں کو بھی نچوڑے بغیر اپنے جسم ہی پر خشک کرونگا۔ چنانچہ انہوں نے ٹھنڈے پانی سے کپڑوں سمیت غسل کیا، کپڑوں کو نچوڑا بھی نہیں اور ٹہلتے رہے تاکہ ہوا لگتی رہے اسی طرح ٹھٹھرتے ٹھٹھرتے اُنہوں نے اپنے کپڑے اپنے جسم ہی پر سُکھائے۔[1]

گرم پانی

دیکھا آپ نے کیسی سزا دی! ہم تو ایسا کرنے کو سوچ بھی نہیں سکتے ہماری حالت تو یہ ہے کہ سردیوں میں وُضو کے لئے گرم پانی چاہئے، گرم پانی کیلئے گیزر (geyser) موجود ہے پھر بھی اُس سے وُضو کرنے میں سستی ہوتی ہے، نمازیں قضاء ہوجاتی ہیں کہ لحاف سے کون نکلے سُبحٰن اللہ عزوجل! ان اللہ والوں کی کیا شان تھی! کیسی زبردست مَدَنی سوچ تھی اور ان کے نزدیک توبہ کا کتنا عبرتناک انداز ہوتا تھا۔ جبھی تو انکو اُونچے اُونچے مدارج ملتے تھے۔

پورا باغ صدقہ کردیا

حضرتِ سیّدُنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں نماز ادا کررہے تھے کہ ایک پرندہ اڑتا ہوا سامنے سے گزر گیا وہ پرندہ بڑا حسین تھا۔ نماز پڑھتے پڑھتے نظر اُس پرندے پر پڑی کچھ غفلت سی ہوئی اور رَکعت بھول گئے چنانچہ آپ کو نماز کے دَوران اس پرندے پر نظر پڑ جانے کا اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے اپنے نفس کو سزا دینے کیلئے کَفّارے کے طور پر کھجوروں کا وہ سارا باغ صَدَقہ کردیا۔[2]

ہم ایک ٹکہ بھی نہ دیں کسی کے پاس ہو تو وہ بھی چھیننے کی فکر ہو کہ کس طرح اس سے نکلوایا جائے؟ اور یہ اللہ والوں کی شان تھی، صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کی مَدَنی سوچ تھی۔

یہ سونے کا کون سا وقت ہے؟

حضرتِ سیّدُنا مالِک بن ضیغم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رَباح اَلقیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ عصر کے بعد ہمارے یہاں تشریف لائے اور فرمایا، اپنے والِد صاحب کو باہر بلاؤ، میں نے کہا اُن وقت سُو رہے ہیں۔ تو

---

[1] کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ مطبوعۃ تہران۔ [2] کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعۃ تہران

رَبَاحُ اَلْقیسی رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ کہتے ہوئے پلٹے، ''یہ بھلا سونے کا کونسا وقت ہے!'' میں اُن کے پیچھے ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے آپ سے فرمارہے ہیں، ''اے فُضول باتیں کرنے والے! یہ تُو نے کیوں کہا کہ یہ سونے کا کونسا وقت ہے! یہ فُضول بات کہنے کی آخر تجھے کیا ضرورت تھی؟ اب تجھے سزا بھگتنی پڑے گی، سال بھر تک تجھے تکیہ پر سر نہیں رکھنے دونگا۔ مالک بن ضَیغَم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ اپنے آپ کو ملامت فرمارہے تھے اُس وقت آپکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی گررہے تھے۔ فُضول بات زَبان سے نکل جانے پر بے حد نادِم تھے اور فرمارہے تھے کہ اے نفس! کیا تجھے خوفِ خداعزوجل بھی نہیں رہا؟!

زَبان کچل ڈالی

قفلِ مدینہ

ہمارے اسلاف رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی بظاہر معمولی نظر آنے والی باتوں کو بہت زیادہ محسوس کرتے اور اپنے نفس کا سخت مُحاسبہ فرماتے یہ حضرات اپنے آپکو مُباح باتیں بھی نہیں کرنے دیتے تھے کہ آج یہ نفس مُباح باتیں کریگا تو کل ناجائز باتوں میں بھی پڑیگا۔ خاموشی انکا شیوہ تھا۔ زَبان کے قُفلِ مدینہ کا عالَم یہ ہوتا تھا کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رحمۃ اللہِ تعالٰی علیہ کے بارے میں مَنقول ہے کہ آپکی زَبان سے ایک مرتبہ فُضول بات نکل گئی تو سخت رنجیدہ ہوئے اور اپنی زَبان کو دانتوں سے اس قَدَر زور سے کُچلا کہ خون نکل آیا اور اس کے بعد عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کسی سے (بلا ضرورت) بات نہیں کروں گا چُنانچہ بیس سال تک آپ زندہ رہے اور کسی سے غیر ضروری بات ہی نہیں کی۔[۲]

زَبان کی پیدائش کا مقصد

قفلِ مدینہ

حضرت سیِّدُنا بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں جب اللہ تبارک وَ تعالٰی نے حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے مبارَک مُنہ میں زَبان کو رکھنا چاہا تو زَبان سے فرمایا، ''اے زَبان! تجھے پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تُو میرے نام کے سوا کسی اور کا نام نہ لے اور میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے اگر اس کے علاوہ تُو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھ تُو بھی اور باقی اَعضاء بھی مُعصیت میں گرفتار ہونگے''[۳] مطلب یہ کہ زَبان اللہ عزوجل کی رضا کے بغیر کچھ بھی نہ بولے۔ اُسکا نام لے، اُسکے محبوبوں کا نام لے، کام کی بات کرے، اُس بنانے والے پروردگار عزوجل کی مرضی کے خلاف زَبان کوئی کلام نہ کرے۔

قفلِ مدینہ

[۱] کیمیائے سعادت ج۲ ص ۸۹۳ مطبوعۃ تہران [۲] اسرار الاولیاء (مترجم) ص ۱۰۲۔ [۳] اسرار الاولیاء (مترجم) ص ۱۰۳

فضول بات کسے کہتے ہیں؟

زبان پر ’’قفلِ مدینہ‘‘ لگا ہوا ہونا چاہئے اور فضول باتوں سے بچنا چاہئے۔ یاد رکھئے! **ہر وہ بات فضول ہے جس میں نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا** آجکل فضول گویوں کا حال یہ ہے کہ بے کار باتوں کو اسقدر طول دیتے ہیں کہ انسان بے زار ہو جائے پھر بات بات پر جھوٹ یا جھوٹے مُبالغے مزید برآں، نیز باتونی لوگ ایسے ایسے بے جا سُوالات کرتے ہیں کہ اکثر مُخاطب مُرَوَّت میں جھوٹ بول دیتا ہے۔

کیا آپ کا سفر خیریت سے گزرا؟

مثال کے طور پر کوئی سفر سے آیا ہو تو اُس سے پوچھتے ہیں ’’آپکا سفر خیریت سے گزرا؟‘‘ جیسا کہ ابھی ماشآءاللہ عزوجل تبلیغ قران وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے تین روزہ سنّتوں بھرے اجتماع میں مختلف شہروں سے اسلامی بھائی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ گھر پہنچیں تو گھر والے یا اَحباب پوچھیں آپ کا سفر خیریت سے گزرا؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ یہ بالکل فُضول سُوالات ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے ’’سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔‘‘[1] لِہٰذا سفر میں تو تکلیف ہوتی ہی ہے بلکہ سفر تو تکلیفوں کا مجموعہ ہے۔ مگر آپ اس سُوال پر کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی سفر خیریت سے گزرا؟ شاید جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جائیں کہ درپیش تکالیف کا افسانہ تو سنانے سے رہے۔ غالبًا یہی کہیں، کہ نہیں نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، سفر بالکل خیریت سے گزرا۔ کیوں کہ آپکو تکلیف تو یقینًا کسی نہ کسی طرح ہوئی ہوگی۔ گزشتہ کل سے جو اِدھر اجتماع پاک میں موجود ہیں غالبًا انکو وضو کے معاملے میں تکلیف ہوئی ہوگی۔ کھانا کھانے میں تکلیف ہوئی ہوگی۔ مزید آج رات میں تکلیفیں مُتَوَقَّع ہیں۔ کل اجتماع کا آخری دن ہے شرکائے اجتماع کی تعداد میں مزید اضافے کے باعث تکالیف میں بھی زیادتی ہوسکتی ہے۔ سفرِ حج وزیارتِ مدینہ منورہ میں بھی بسا اوقات آزمائش آتی ہیں۔ اب کیسے کہہ دیا جائے کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی!

تکلیف مُعاف کرنا!

اسی طرح بعض اوقات اگر کسی کو کسی سے تکلیف پہنچ جائے اور اگر کہا جائے، بھائی! تکلیف معاف کرنا۔ تو وہ بھی اکثر بول پڑتا ہے نہیں نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، اس میں تکلیف کی کیا بات ہے؟ حالانکہ تکلیف تو پہنچی اور ضرور پہنچی، اسطرح کے بہت سے

[1] بخاری شریف رقم الحدیث ۳۰۰۱ ج ۴ ص ۲۲ مطبوعة دار الفکر بیروت۔

نازک معاملات ہیں جن میں۔ افسوس اِس مُعاشرے میں اکثر باتونی لوگ جھوٹ بولنے پر مجبور کرتے ہیں۔

ہمارا کھانا پسند آیا؟

قفلِ مدینہ

میزبان نے آپ کے سامنے گرم گرم بریانی رکھدی مگر آپ چاول پسند نہیں کرتے، تندوری نان کھاتے ہیں اب بالفرض فُضول گو میزبان پوچھ بیٹھے ، آپکو ہمارا کھانا اچھا لگا؟ اگر آپ کہہ دیں کہ کھانا اچھا نہیں لگا تو میزبان کی دل شکنی ہوتی ہے اگر ناپسند ہونے کے باوُجود کہہ دیں کہ پسند آیا تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ یہ جواب سچ ہے یا جھوٹ؟ آہ! آج کل اتنا کون سوچتا ہے! جھٹ بول پڑتے ہیں، واہ بھئی واہ! آپ نے بُہت اچھا کھانا کھلایا، مزہ ہی آ گیا، آپ نے تو دل خوش کر دیا۔ یعنی افسوس اس میں فُضول گوئی بھی ہے اور جھوٹ بھی۔ بس زَبان کا قفلِ مدینہ لگ جائے تو عافیت ہی عافیت ہے۔ اگر اس طرح آپ غور کرتے چلے جائیں گے تو بہت ساری فُضول باتیں مُنکَشِف ہوں گی۔ اگر آپ کہیں دُو ایک روز کیلئے قِیام کریں تو ہوسکتا ہے میزبان پوچھ بیٹھے کہ ہمارا گھر پسند آیا؟ آپکو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ نیند برابر آئی؟ اگر خدانخواستہ آپ فُضول گو ہوئے تو منہ سے نکلے گا، ''بہت اچھی نیند آئی، میں تو گھوڑے بیچ کر سویا تھا، بڑا سُکون رہا، آپکا گھر بہت آرام دہ ہے۔'' حالانکہ سخت گرمیاں اُوپر سے بجلی بھی فیل ہوگئی تھی، پنکھا بھی بند ہوگیا تھا آپ پسینے سے شرابور تھے، رات کروٹیں بدل کر گزاری لیکن جھوٹ بولنا پڑا کہ میں بہت آرام سے سویا تھا اس لئے کہ آپ جھوٹ نہیں بولیں گے تو میزبان کا دل ٹوٹ جائے گا یہ امتحان کا وقت ہوتا ہے بہر حال جھوٹ سے بچنا ہوگا اور وہ جواب دینا ہوگا کہ جس سے میزبان کا دل بھی نہ ٹوٹے۔ اور بات بھی بن جائے۔ اسطرح کے سُوالات کے جواب میں اَلْحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال ''(یعنی ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے) کہنا جھوٹ سے بھی بچالیگا اور اِن شآءَ اللہ عزوجل میزبان کی دل شکنی بھی نہ ہوگی۔

بال بچّے خیریت سے ہیں؟

قفلِ مدینہ

میرے (سگِ مدینہ کے) ساتھ ایسا مُعاملہ بُہت ہوتا ہے اور لوگ گھر کے اَحوال پوچھتے رہتے ہیں۔ مَثَلاً کہتے ہیں، آپ کے بچّے خیریت سے ہیں؟ آپکا بیٹا بلال کیا کر رہا ہے؟ اچّھا ہے نا......؟ ٹھیک ہے نا......؟ مجھ سے اِس طرح کے سُوالات کر کے لوگ مجھے آزمائش میں ڈال دیتے ہیں

میں بھی احتیاط کی کوشش کرتا ہوں اور موقع کی مُناسبت سے اس طرح کے جوابات دینے کی سَعی کرتا ہوں، ''جب آخر آخر میں بلال سے ملا تھا اس وقت تو مجھے وہ صحیح نظر آئے تھے۔'' اس سُوال ،گھر میں سب خیریت ہے؟ کے جواب میں ،اَلْحَمدُلِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال یعنی ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے یا احتیاطاً کہہ دیتا ہوں کہ اِن شآءَاللہ عزوجل خیریت سے ہی ہونگے۔

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھئے نا! میں یہاں اجتماع میں آیا ہوا ہوں اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ گھر میں خیریت ہے؟ مجھے کیا معلوم کہ گھر میں خیریت ہے یا کُہرام مچا ہوا ہے۔لہٰذا ایسے سُوالات سے اجتِناب کرنا چاہئے۔

ارمانِ مدینہ پورا نہ ہوا

قفلِ مدینہ

آپ میں بہت سارے خوش نصیب اسلامی بھائی حج کی تیاریاں کررہے ہونگے اور خوشی کے مارے ہر ایک کو کہتے پھرتے ہونگے فُلاں تاریخ کو ہماری فلائٹ ہے۔کیا گارنٹی ہے کہ آپکی فلائٹ ہے یا نہیں؟ یا آپکے گھر والوں کی فلائٹ ہے یا نہیں؟ خیر فلائٹ کی تاریخ ضَرورتاً بتانا جُرم نہیں مگر یہاں زندگی کی بے ثُباتی کیطرف توجُّہ دلانی مقصود ہے لہٰذا ایسے مَواقع پر اِن شآءَاللہ عزوجل بولنے کی عادت ڈالئے۔ابھی ابھی کچھ دیر پہلے فون پر کسی نے مجھے بتایا کہ کراچی کے علاقہ رنچھوڑ لائن کی ایک خاتون کی غالباً آج ہی حج کیلئے پرواز تھی۔ بے چاری کو مدینے جانے کا بڑا ارمان تھا ،کل خوشی خوشی انکے گھر پر رشتے داروں سے ملاقاتوں کا سلسلہ تھا،انکو گجرے ڈالے جارہے تھے اِسی تقریب کے دَوران ان کا ہارٹ فیل ہوگیا اور طیارہ انہیں لئے بِغیر ہی رخصت ہوگیا۔

سب خیریت ہے

قفلِ مدینہ

آپ یہاں کراچی میں ہیں اور گھر آپکا حیدرآباد میں۔ میں پوچھوں کہ آپکی امی جان ٹھیک ہیں؟ ابا جان خیریت سے ہیں؟ آپ کے بال بچے تو خوش ہیں؟ آپ ہر بات کے جواب

میں شاید یہی کہیں گے، ''سب خیریت ہے۔'' لیکن ذرا سوچیں تو سہی کہ آپ کے پاس کونسا آلہ ہے جو آپ نے کراچی میں بیٹھے بیٹھے دیکھ لیا کہ آپ کے گھر (حیدرآباد) میں سب خیریت ہے کیا معلوم معاذ اللہ عزوجل کہرام مچا ہوا ہو اور وہ مسلسل کسی طرح آپ سے رابطہ کی کوشش کر رہے ہوں کہ آپ سے رابطہ ہو جائے تا کہ اطلاع دی جا سکے کہ گھر میں ایمر جینسی ہوگئی ہے۔ بہر حال کئی لوگ خود فضول سوالات کر کے فضول گوئی کا ارتکاب کرتے ہی ہیں، دوسروں کو بھی اپنے فضول سوالات کے باعث بعض اوقات جھوٹ کے گناہِ کبیرہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ہاں بچوں یا گھر والوں کے بارے میں یہ کہنا کہ خیریت سے ہیں غالباً جھوٹ نہیں کیوں کہ آپ اُسی وقت کے علم کی بنا پر جواب دے رہے ہیں جس وقت آخری ملاقات یا آپ کو آخری معلومات ہوئی تھیں مگر ''سب خیریت ہے'' کہنے کے بجائے اس طرح کہنا چاہیے ''ان شآ اللہ عزوجل سب خیریت ہی ہوگی۔'' کاش! یہ رسمی سُوالات ہی نہ کئے جاتے کیوں کہ اکثر گھر میں کوئی نہ کوئی بیماری یا پریشانی ہوتی ہی ہے اب فضول سُوال کرنے والے نے سُوال تو کر ڈالا غالباً جس کو پوچھا وہ اگر واقعی گھر کے حالات بتانا شروع کر دے تو اِن مسائل کو سننے میں دلچسپی نہ رہے۔ لہٰذا اس طرح کے سائلوں کا بہترین جواب ہے، ''الحمدُ للہ علیٰ کلِّ حال۔ یا اپنی زبان میں کہہ دیں، ''ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے۔'' ہاں یہ جواب احتیاط کے قریب ہے، ان شآء اللہ عزوجل خیریت ہی ہوگی۔''

جو چُپ رہا اُس نے نجات پائی

قفلِ مدینہ

اگر زبان پر قفلِ مدینہ لگانا نصیب ہو جائے تو ہم بہت سارے گناہوں سے بچ سکتے ہیں اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمان والا شان ہے، ''مَنْ صَمَتَ نَجٰی'' یعنی جو چپ رہا اُس نے نجات پائی۔ زہے نصیب! [1] ترمذی شریف کی اس حدیث پاک کو ہم اپنے سینے میں اتار لیں جس میں

---

[1] ترمذی رقم الحدیث ۲۵۰۹ ج ٤ ص ۲۲۵ مطبوعة دار الفکر بیروت ۔

فرمایا گیا ہے، خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ [1] ان احادیثِ مبارکہ کی برکتیں لوٹنے کیلئے بُزُرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی زیادہ بولنے سے بہت احتیاط فرماتے تھے۔ چنانچہ

۳۰ سال کی خاموشی

سیِّدُنا شیخ بابا فریدُ الدّین گنج شکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے کسی سے دریافت کیا کہ فُلاں شخص آ گیا ہے؟ پھر اپنے دل میں سوچا کہ اِس پوچھنے کی مجھے ضَرورت تو تھی نہیں، وہ آیا یا نہیں آیا، مجھے اِس سے کوئی کام تو تھا نہیں، میں نے بلا ضَرورت کیوں پوچھا؟ اتنا صدمہ ہوا کہ تیس سال تک اسکے کفّارے میں آپ نے (بلا ضرورتِ شدیدہ) کوئی گفتگو ہی نہیں کی، بالکل چُپ سادھ لی۔ [2]

ہم بھی کچھ طے کرلیں

ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی اس طرح زَبان پر قُفلِ مدینہ لگاتے تھے۔ ہم بھی یہ طے کرلیں کہ جیسے ہی فُضول گفتگو ہماری زَبان سے نکلے، ہم ۱۲ مرتبہ دُرُود شریف پڑھ لیا کریں اگر ۱۲ بار نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم ایک بار ہی پڑھ لیں اسطرح ہوسکتا ہے کہ فُضول باتیں کم ہوں۔ ہو سکے تو بات کرنے کو جب جی چاہے تو آپ اس طرح سوچیں کہ میں جو بولنا چاہتا ہوں اس میں کوئی دین یا دنیا کا فائدہ بھی ہے یا نہیں! اگر آپ کا ذہن جواب دے گا "نہیں"، تو پھر اُس بات کے بولنے کے بجائے دُرُود شریف پڑھ لیں اِن شآءَ اللّٰہ عزوجل آپ کو سکون نصیب ہوگا۔ نیز اپنے آپ کو شاباش بھی دیں کہ تم کو درود شریف پڑھنے کی سعادت مل گئی ورنہ جو بات کہنا چاہتے تھے اُس میں کہاں اتنا ثواب ملتا! نیکی کی دعوت دینا یا کوئی اچھی بات کرنا بہت اچھا ہے۔ جیسا کہ سنّتوں بھرا بیان ہورہا ہے تو اسکو ہم فُضول نہیں کہیں گے بلکہ یہ تو خاموشی سے بھی اَفضل ہے۔ البتہ بیان میں بھی مُحتاط رہنے کی ضَرورت ہے اس میں بھی فالتو الفاظ اور غیر ضَروری واقِعات سے بچنا ہوگا۔

---

[1] البیہقی شعب الایمان رقم الحدیث ۴۹۵۳ ج ۴ ص ۲۴۵ مطبوعۃ الکتب العلمیۃ بیروت [2] اسرار الاولیاء (مترجم) ص ۱۰۲

فُضُول الفاظ کی مِثالیں

حُجَّۃُ الْاِسلام سیِّدُنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ''جو بات ایک لفظ میں ہوسکتی ہے اگر وہ بات دُو لفظوں میں کی تو دوسرا فُضول اور اسکے لئے وبال ہے۔''

افسوس! ہمارا تو یہ حال ہے کہ جو بات ایک لفظ کی ہو اسے دس لفظوں میں کر کے بھی تھکتے نہیں۔ بلاضرورت ہم کئی الفاظ بولتے چلے جاتے ہیں اور کئی الفاظ تو ایسے بولتے ہیں جنہیں لُغت کی کتاب (DICTIONARY) میں بھی فضول قرار دیا گیا ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ دَورانِ گفتگو اکثریت کی عادت ہوتی ہے کو وہ اپنی گفتگو میں فُضول الفاظ ضرور بڑھاتے ہیں مثلاً ذرا کام **وام** کرلوں، کھانا **وانا** کھالوں۔ ظاہر ہے کہ **وانا** اور **وام** فُضول الفاظ ہیں۔ اس طرح کے زائد الفاظ کو مُہْمَل کہتے ہیں اور مُہْمَل وہ لفظ ہوتا ہے جسکے کوئی معنیٰ نہ بنتے ہوں۔ روٹی **ووٹی**، چائے **شائے**، پانی **وانی**، پانی **پونی**، نوکری **ووکری**، بچہ **وچہ**، دی ہوئی مثالوں میں جلی یعنی موٹی لکھائی والے الفاظ فُضول ہیں اور اس طرح کے ہزار ہا فضول الفاظ زبان زدِ ہر خاص وعام ہیں۔ آپ گفتگو کریں اور اگر غور کرنے کی عادت پڑی مَدَنی ذہن بنا تو آپ خود دیکھیں گے کہ آپ مُتَرَدِّد ہوکر بار بار رُک جائیں گے کہ یہ فُضول لفظ نکلا اور وہ فضول لفظ نکلا اب کیا ہوگا؟ اب یہ ہوگا کہ اپنے آپ کو دُرُود شریف پڑھنے کی میٹھی میٹھی مَدَنی سزا دیں، نفس کو تکلیف دیں کہ وہ دُرُود شریف پڑھے۔ ایک بات جو چند لفظوں میں کہی جاسکتی ہے بعض اوقات ہم اسکو اتنا طول دیتے ہیں کہ سننے والا بھی بیزار ہوجاتا ہوگا۔ اور خود اپنا اَعمال نامہ بھی فُضول باتوں سے پُر ہوجاتا ہے۔

قِیامت کا دن اور فُضُول باتیں

سیِّدُنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''مِنہاجُ العابدین'' میں فرماتے ہیں، ''جب قِیامت قائم ہوگی تو زمین تانبے کی اور سخت گرم، سورج آگ برسارہا ہوگا، شِدّتِ پیاس سے زَبان باہَر نکل پڑی ہوگی، جنّت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور فُضول گفتگو بھرا اَعمال نامہ ساری

مخلوق کے رُوبرو پڑھ کر سنانا ہوگا''۔!

قفلِ مدینہ لگانے کا طریقہ

کتنا دشوار معاملہ ہے۔ اے کاش! زبان کا قفلِ مدینہ نصیب ہو جائے۔ خاموشی کی عادت بنانے کیلئے چاہئے کہ انسان کچھ باتیں اشارے سے اور کچھ باتیں لکھ کر کرے۔ ظاہر ہے کہ لکھ کر بات کرنے میں بہت سستی ہوگی۔ وقت بھی چاہئے اب اپنے آپ کو یوں سمجھائے کہ چھوڑو بلا ضرورت بات کرتے ہی نہیں۔ اگر کام یا اسلام کی بات ہے تو بے شک کریں بہر حال فضول بات سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ اشاروں سے بہت ساری باتیں کرنا ممکن ہے اگر کوئی کرنا چاہے مگر اس کیلئے ذہن بنانا پڑے گا۔ اسکے لئے پیہم کوشش کرنی ہوگی۔

قفلِ مدینہ لگ گیا

حضرت سیّدنا مُوَرِّق العجلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموشی کی عادت ڈالنے کیلئے کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بیس۲۰ سال میں کہیں جا کر انکی خاموشی کی عادت پڑی! اور ہماری اصطلاح میں اُن کو زبان کا قفلِ مدینہ نصیب ہوا۔

قفلِ مدینہ کیلئے سعیِ پیہم

یہ ضروری نہیں کہ آج کے ایک ہی بیان میں ہر باتونی کو ''قفلِ مدینہ'' لگ جائے۔ بس آپ قفلِ مدینہ لگانے کی دل میں ٹھان لیں اگرچہ ایک بار لگے گا، پھر کھلے گا، پھر لگے گا، پھر کھلے گا، کئی روز تک کھل جائے گا، پھر لگے گا پھر کوئی دوست طعنہ دیگا کہ گونگا ہے، پھر کھل جائے گا، پھر کوئی سمجھائے گا کہ زبان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے زبان سے بولتا نہیں کیوں گونگا بنتا ہے؟ پھر آپکا ''قفلِ مدینہ'' کھل جائے گا۔ بے شک زبان اللہ عزوجل کی عظیم نعمت ہے اور قفلِ مدینہ اسی لئے تو لگایا ہے کہ اس نعمت کا صحیح استعمال کرنا آجائے کہ جو صرف ضرورت ہی کی بات کرے اُسی کو تو قفلِ مدینہ لگانے والا کہتے ہیں۔ خواہ لوگ طعنہ دیں، گھر والے مذاق اڑائیں مگر آپ ہمت نہ ہاریں۔ آپ سنجیدہ رہیں گے تو ان شاء اللہ عزوجل

بقیہ

۱منہاج العابدین (مترجم) ص ۱۴۲۔ ۔ ۲تنبیہ المغترین (مترجم) ص ۳۱۱

راہیں کھلتی چلی جائیں گی۔ موقع کی مُناسبت سے کم از کم اپنے مَدَنی ماحول میں تو کم گوئی کی کوشش کریں۔ ممکن ہے کہ مَدَنی ماحول کے بعض اسلامی بھائی بھی قفلِ مدینہ کے ذِہن کے نہ ہوں اور وہ بھی آپ کا ساتھ نہ دیں۔ لیکن آپ جب عزمِ مُصَمَّم کرلیں گے کہ میرے پیارے پیارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی بھی بلاضرورت کوئی لفظ زبانِ حق ترجمان سے نہیں نکالا لہٰذا ان شآءاللہ عزوجل میں بھی فُضول گوئی سے پرہیز کرنے کی عظیم سُنّت اپنے اوپر نافِذ کر کے رہونگا اور میں بھی کوئی لفظ بلاضرورت زبان سے نہیں نکالوں گا۔ آپ اچھی طرح اپنا ذِہن بنانے کی کوشش فرمائیں کہ ہمارے میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یقیناً کبھی بھی کوئی لفظ بغیر ضرورت زَبانِ عالی شان سے ادا نہیں فرمایا، نہ بغیر ضرورت کبھی کسی طرف دیکھا، نہ بغیر ضرورت کبھی ہاتھ اٹھائے، نہ بغیر ضرورت کبھی قدم بڑھائے۔

پاؤں ٹوٹنے کی دُعاء

حضرتِ سیِّدُنا داؤد علیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام دُعاء کرتے ہیں کہ "یا اللہ عزوجل! اگر میرے پاؤں تیرے ذِکر کی مجلس کے علاوہ کسی اور طرف اُٹھیں تو اِن کو توڑ دے۔"[1]

اجتماع میں ذہن بنا

اجتماع میں آئے تو بڑا ذِہن بنا اور نیّت بھی کی کہ ان شآءاللہ عزوجل اب تو نمازیں نہیں چھوڑیں گے، ایک مٹھی داڑھی بھی رکھیں گے کیونکہ داڑھی مُنڈانا اور مُٹھی سے گھٹانا دونوں حرام ہیں، انگلش بال نہیں رکھیں گے، زُلفیں رکھ کر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنّت ادا کریں گے، ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیشہ ٹوپی شریف پر عمامہ پاک کا تاج سجایا ہے۔ لہٰذا ہم عمامہ شریف کا تاج بھی سجائیں گے۔ سُنّت کے مطابق سفید لباس سِلوائیں گے، ان شآءاللہ عزوجل اپنے آپ کو سُنّتوں کا چلتا پھرتا

[1] اِحیاء العلوم (مُترجَم) ج ۱ ص ۷۴۶

نمونہ بنائیں گے۔آپ ذہن بنا کر یہاں سے جائیں گے اور اگر آپکے دوستوں کا ماحول غیر سنجیدہ اور مذاق مسخری اور قہقہے لگانے والا ہے۔آپ کے دوست کم گوئی نہیں کرتے نمازوں میں سستی کرتے ہیں، ماڈرن ہیں، آپ کے مَدَنی رنگ میں رنگنے کے جذبات کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے اگر آپ کا مذاق اڑاتے ہیں پھر تو بڑا مشکل ہے کہ اِصلاح کا جو ذِہن آپ کا بنا ہے وہ قائم رہ سکے کیوں کہ صُحبت ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔

صُحبتِ صالِح تُرا صالِح کُنَنْد
صُحبتِ طالِح تُرا طالِح کُنَنْد

یعنی

اچّھے کی صُحبت تجھے اچھا بنادیگی
بُرے کی صُحبت تجھے بُرا بنادیگی

فرینڈ سرکل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر واقعی آپ کا کوئی ماڈرن فرینڈ سرکل ہے تو اپنی اصلاح اور آخرت کی بہتری کیلئے اِس سے خَلاصی حاصِل کرنا ضَروری ہے۔میں نے بہت سے اسلامی بھائی دیکھے ہیں جو مَدَنی ماحول کی طرف آئے نمازی اور سنتوں کے پابند بھی بنے مگر بالآخر انہیں بُرے دوست لے ڈوبے۔لہٰذا ذاتی دوستیوں سے کنارہ کشی ہی میں عافیت ہے۔ہر دلعزیز بننے کی صورت بھی یہی ہے کہ آپ ہر ایک سے یکساں سُلوک رکھنے کی کوشش کیجئے،سب سے مُسکرا مُسکرا کر ملئیے اگر کسی ایک کو ذاتی کشش کے باعث آپ نے پکّا دوست بنالیا یا یوں ہی تین،۳ چار کا گروپ بنالیا اور انہیں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا ہے تو اصلاح بڑی مشکل ہے اور اس قسم کا فرینڈ سرکل عُموماً دین کا کام بھی نہیں کر پاتا۔ہاں! آجکل جن کو دین کا کام نہیں کرنا وہ دُنیوی دوستی کرتے ہیں یا مخصوص تین،۳ چار اسلامی بھائیوں کی ٹولی بناتے ہیں خوب سَیر وتفریح کرتے ہیں، اگر اجتماع میں بھی آتے ہیں تو ساتھ آتے

ہیں ایک دوست کا موڈ نہیں ہے تو دوسرا بھی محروم رہ جاتا ہے۔ ایک نے داڑھی بڑھانے کا ارادہ کیا تو دوسرا کہتا ہے کہ بعد میں دیکھیں گے، ابھی تو فُلاں مجبوری ہے، ابھی تو میری منگنی ہونے والی ہے، نوکری نہیں لگی، جہاں مُلازِمت کرتا ہوں وہاں کا ماحول اچھا نہیں وغیرہ وغیرہ تو پھر وہ پہلا بھی ارادہ ترک کردیتا ہے۔

دعائے قُفلِ مدینہ

آپ کوشِش کیجئے اور زبان پر قُفلِ مدینہ لگایئے اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کیجئے۔

اللہ عزوجل! ہمیں کردے عطا قُفلِ مدینہ
ہر ایک مسلماں لے لگا قفلِ مدینہ
یارب عزوجل! نہ ضرورت کے سوا کچھ کبھی بولوں
اللہ زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
محشر میں مجھے ورنہ بڑی ہوگی ندامت
اللہ عزوجل! زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
ہر لفظ کا کس طرح حساب آہ! میں دوں گا
اللہ عزوجل! زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
ہر آن مرے لب پہ رہے ذکرِ مدینہ
اللہ عزوجل! زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
بڑھتا ہے خموشی سے وقار اے مرے بھائی!
اے بھائی! زباں پر تُو لگا قُفلِ مدینہ
پتھر لئے رہتے تھے ابوبکر دہن میں
اے بھائی! زباں پر تُو لگا قُفلِ مدینہ

چُپ رہنے میں سو سُکھ ہیں، کوئی اِس میں نہیں شک
اے بھائی! زباں پر تُو لگا قفلِ مدینہ

بولوں نہ فُضُول اور رہیں نیچی نگاہیں
آنکھوں کا زباں کے دے خدا عزوجل قفلِ مدینہ

نہ وَسوَسے آئیں نہ مجھے گندے خیالات
دے ذِہن کا اور دِل کا خدا عزوجل قفلِ مدینہ

رفتار کا گُفتار کا کردار کا دے دے
ہر عُضو کا دے مجھ کو خدا عزوجل قفلِ مدینہ

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں
ہر عُضو کا عطّارؔ لگا قفلِ مدینہ

پَرایا گیہوں

قفلِ مدینہ

ایک بُزُرگ رَحمۃ اللہِ تعالیٰ علیہ کا واقِعہ بَہُت ہی عبرت انگیز ہے کہ وہ کسی کے یہاں مہمان تھے اُنہوں نے میزبان کے یہاں سے گیہوں کا دانہ اٹھا کر اسکے دُو ٹکڑے کر دیئے۔ غیب سے آواز آئی، ''تیری یہ جُرأت کہ تونے بغیر اجازت اِس شخص کے گیہوں کو اُٹھا کر اسکے ٹکڑے کر دیئے!'' فوراً اُنہوں نے چُھری اٹھائی اور اپنا وہ ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے دُو ٹکڑے کئے تھے۔[1]

ڈیکوریشن کی دریاں

قفلِ مدینہ

اللہ والوں کو اس طرح بڑے مرتبے بھی ملتے ہیں۔ اب آپ بھی غور فرمائیں کہ اجتماع میں بیٹھے بیٹھے دریوں کے کتنے دھاگے نوچے! دریاں کسی ڈیکوریشن والے کی مِلک ہیں ڈیکوریشن والے دریاں بیٹھنے کیلئے کرائے پر دیتے ہیں آپ اگر اسکے دھاگے

[1] اَسرار الاولیاء مُترجم ص ۱۰۷

نوچیں گے یا کیچڑ آلود کریں گے یا کسی طرح سے گندی کریں گے تو گناہ گار ہوں گے ۔اگر دری کا ایک بھی دھاگہ کسی نے نوچا تو ظاہر ہے کہ اس نے حَقُّ الْعَبْد تلف کیا بندے کا حق مارا اور قیامت کے روز ہو سکتا ہے کہ اس دھاگے کو نوچنے کی وجہ سے ڈیکوریشن والے کو اپنی بہت ساری نیکیاں آپکو دینی پڑ جائیں ۔اِسی طرح بعض لوگ قناتوں اور شامیانوں کو زمین پر بچھا کر اوپر چلتے ، بیٹھتے ، نماز پڑھتے یا کھانا شروع کر دیتے ہیں یہ بھی اس کے مالِک کی حق تلفی ہے اُس نے ان کاموں کیلئے کرائے پر دیا ہی نہیں ان کو بچھانے اور ان پر بیٹھنے اور کھانے پینے سے یہ میلے ہوں گے ۔اور قناتوں کے بانس وغیرہ کی ٹوٹ پھوٹ بھی ہو سکتی ہے ۔لہٰذا کسی کی اشیاء کو بہت احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے ۔حُقُوقُ الْعِباد کا مُعاملہ بہت سخت ہے ۔ ا اور جس کی حق تلفی کی اس سے مُعاف کروانا ضروری ہے ۔یہاں تک کہ ڈیکوریشن والے کا مزدور بھی معاف نہیں کر سکے گا اُسکے اَصْل مالِک سے مُعاف کروانا ہوگا ۔اگر اُس کے سامان کو نقصان پہنچا تو وہ وُصُول کر سکتا ہے ۔

ہاتھوں کا قُفلِ مدینہ

ہاتھوں کا بھی قُفْلِ مدینہ لگنا چاہئے کہ یہ کسی کی چیز کو نقصان نہ پہنچائیں کسی پر ظُلم نہ کریں ، کسی کو شہوت کے ساتھ نہ چھوئیں ، اگر شہوت آتی ہو تو اَمْرَد سے ہاتھ نہ ملائیں ، غیر عورت کو بغیر شہوت کے بھی ہاتھ مَس نہیں ہونا چاہئے ، کسی کی ایسی جگہ ہاتھ یا جسم کا کوئی حصّہ نہ لگے جس سے آپ کے جذبات اُبھریں بھیڑ میں مَعاذَ اللہ لوگ ایک دوسرے کے پیچھے چپکے ہوئے ہوتے ہیں اس میں سخت فتنے اور گناہ کا قوی اندیشہ ہے غیر تمند مسلمان کو فوراً جُدا ہو جانا چاہئے اور اس طرح کی قِطار میں بھی ہر گز شامِل نہیں ہونا چاہئے اگر شہوت آنے کے باوُجود اپنے آپ کو الگ نہ کیا تو گنہگار اور عذابِ جہنّم کا حقدار ہے ۔یوں ہی اسکوٹر پر اَمْرَد کے ساتھ ڈبل سُواری ہر گز نہ کریں خواہ اَمْرَد آگے ہو یا پیچھے کہ آگ آگے اور پیچھے دونوں طرف سے یکساں جلاتی ہے ۔بلکہ غیرِ اَمْرَد کے ساتھ بھی ڈبل

ا اس موضوع پر امیرِ اہلسنّت کا تحریری بیان "ظلم کا انجام" مکتبۃ المدینہ سے حاصل کر کے پڑھئے ۔ حساس دل پڑھ کر لرز اٹھتے ہیں ۔

سُواری کے موقع پر غور کرلیں کہ دل کی کیفیت کیا ہے۔ اور اسکوٹر پر تین ۳ سُواریاں تو قانوناً، اَخلاقاً ہر طرح سے بُراہی بُرا ہے۔ بہر حال شریعت نے جسکو چھونے سے مَنع کیا ہے اسکو نہ چھوئیں، جس کو پکڑنے سے مَنع کیا ہے اسکو نہ پکڑیں اسطرح ہر عُضو کا قُفلِ مدینہ لگنا چاہئے ہمارے اسلاف رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی نے تمام اَعْضاء کا قُفلِ مدینہ لگایا تھا یعنی وہ اپنے رُوئیں رُوئیں کو نافرمانیوں اور گناہوں سے بچاتے تھے اور خطا ہو جانے پر توبہ کرتے تھے اور بسا اوقات اپنے آپ کو ایسی ایسی سزائیں دیتے کہ عقلیں حیران رہ جاتی ہیں، جسکی چند مثالیں بیان کرچکا۔ اور مزید سَماعت فرمائیں۔

پگھلا ہوا سیسہ کانوں میں

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کا واقِعہ بھی انتہائی عبرت انگیز ہے آپ تشریف لئے جارہے تھے کہ کان میں کہیں سے بَین[1] کی آواز پڑی۔ تو اسکو سُن لیا (جیسے آدمی جارہا ہے گانا بج رہا ہے لیکن کبھی توجُّہ سے سن بھی ڈالتا ہے پھر یاد آتا ہے کہ نہیں سننا چاہئے مگر جو قصداً سُن لیا وہ جُرم ہوگیا، توبہ کرنا ہوگا۔) بہر حال اُنہوں نے بَین سن لیا، انکو بڑا صدمہ ہوا، اتنا صدمہ ہوا کہ یہ اپنے گھر تشریف لائے اور سیسہ[2] اپنے کانوں میں اُنڈیل لیا![3] رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی

مِیٹھے مِیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے بُزرگانِ دین اپنے کانوں کا کس قدر مضبوط قُفلِ مدینہ لگاتے تھے کہ کانوں نے غلطی سے نہ سُننے کی چیز سن لی تو دنیا ہی میں ان کو سزا دے دی۔ آہ! حرام سُننے کا عذاب بروزِ قِیامت برداشت نہیں ہو سکے گا۔ حدیثِ پاک میں ہے، ان آوازوں (یعنی جن کا سُننا حرام ہے) پر جو کان لگائے گا تو قِیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا جائے گا۔[4]

---

[1] میّت پر چلّا کر رونا۔ [2] ایک دھات کا نام۔ [3] اَسرار الاولیاء (مُترجَم) ص ۱۰۷۔ [4] مُقدِّمۃ کفّ الرّعاع

ہر عضو کا قفلِ مدینہ

میرے پیارے پیارے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بس ہمت کیجئے اور اپنے تمام تر اعضاء پر قفلِ مدینہ لگا کر ان کو گناہوں سے بچانے کا ذِہن بنائیے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی "نورُ العرفان" میں فرماتے ہیں، "مسلمانوں کا مِل جُل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے۔"¹ مِل جُل کر آج توبہ کر لیجئے کہ جتنے پچھلے گناہ ہوئے ان سے توبہ اور آج سے اِن شاءَ اللہ عزوجل ہم بچنے کی بھرپور کوشش شروع کرتے ہیں اور نیت² کرتے ہیں کہ آج کے بعد ہماری کوئی نماز قضاء نہیں ہوگی...... رمضان کا کوئی روزہ قضاء نہیں ہوگا...... فلمیں ڈرامے نہیں دیکھیں گے...... گانے باجے نہیں سنیں گے...... حتَّی الامکان آنکھوں پر قفلِ مدینہ لگائیں گے...... حتَّی الامکان زبان پر قفلِ مدینہ لگائیں گے...... ہاتھوں پر قفلِ مدینہ کانوں پر قفلِ مدینہ رُوئیں رُوئیں پر قفلِ مدینہ لگائیں گے اِن شاءَ اللہ عزوجل

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں
ہر عضو کا عطّار لگا قفلِ مدینہ

۷۸۶

زبان کے قفلِ مدینہ کے ۱۲ مدنی پھول

مدینہ ① سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو چپ رہا اُس نے نجات پائی۔ (ترمذی)

مدینہ ② اِنسان کے سر گناہوں کا بوجھ لدوانے میں زبان سب اعضاء سے بڑھ کر ہے۔

مدینہ ③ یاد رکھئے! بروزِ قیامت ایک ایک لفظ کا حساب دینا پڑے گا۔

مدینہ ④ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جو بات ایک لفظ میں ادا کی جاسکتی ہو وہ اگر دو یا تین الفاظ میں کہی تو جتنے الفاظ زائد ہیں وہ فضول اور وبال ہیں۔ (لہٰذا کم سے کم اور نپے تلے الفاظ میں گفتگو نمٹانے کی عادت بنائیں۔)

مدینہ ⑤ ہر وہ بات فضول ہے جس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔

مدینہ ⑥ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی بلاضرورت کوئی لفظ زبانِ اقدس سے نہیں نکالا۔ ہاں

---

¹ پ ۱۸ سورۂ نور زیرِ آیت ۳۱۔ ² جب بھی امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ بیان کے آخر میں مدنی نیتیں کرواتے ہیں تو حاضرین ان شاءَ اللہ عزوجل کے فلک شگاف نعروں سے جواب دیتے ہیں۔ -احمد رضا ابن عطّار

اچھی اچھی باتیں کرنا سنت ہے۔

مدینہ⑦ کم گوئی کی عادت بنانے کیلئے جہاں جہاں ممکن ہو بولنے کے بجائے اشارے سے یا لکھ کر بات کرنے کی کوشش کیجئے۔

مدینہ⑧ خاموش رہنے کے لئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منہ میں پتھر لئے رہتے تھے۔ ہو سکے تو آپ بھی سنتِ صدیقی ادا کرتے ہوئے روزانہ کم از کم ۱۲ منٹ منہ میں اتنے حجم کا پتھر رکھئے کہ اسے باہر نکالے بغیر گفتگو کرنا ممکن نہ رہے۔ پتھر کو روزانہ دھو لیا کریں۔ پتھر میں معمولی سی بھی شکستگی نہ ہو ورنہ میل جمع ہوگا اور ایسا پتھر منہ میں رکھنا مضرِ صحت ہے۔

مدینہ⑨ آپ خاموشی کی عادت ڈالنے کی کوشش کرینگے تو شاید اس طرح آزمائش ہو سکتی ہے کہ آپ کا مذاق اُڑے، یا تنقید ہو، اگر آپ ہمت ہار گئے یا غصہ کر بیٹھے تو شیطان خوش ہوگا۔ لہٰذا صبر سے کام لیں۔

مدینہ⑩ ممکن ہے آپکے لئے خاموشی کی عادت ڈالنا کٹھن ثابت ہو مگر ہمت نہ ہاریں۔ بار بار کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی ایک دن فضول گوئی سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں مگر ہو سکتا ہے پھر کئی روز تک خاموشی نصیب نہ ہو مگر پھر کوشش کریں ...... پھر کوشش کریں ...... پھر کوشش کریں ...... ان شاء اللہ عزوجل کبھی تو کامیابی حاصل ہو ہی جائیگی۔ **نیت صاف منزل آسان۔**

مدینہ⑪ جب بولنے کو جی چاہے تو غور کر لیا کریں کہ اس بات میں فائدہ بھی ہے یا نہیں۔ اگر بولے بغیر بھی گزارہ ہو سکتا ہو تو اتنی دیر تک دُرُود شریف پڑھ لیں۔ شیطان اپنا سر پیٹ لیگا۔ اور جب کوئی غیر ضروری بات منہ سے نکل جائے تو بطورِ کفارہ فوراً دُرُودِ پاک پڑھ لیا کریں۔

مدینہ⑫ رات سوتے وقت اگر غور کر لیا کریں کہ آج میں نے کون کون سی غیر ضروری بات کی پھر غیر ضروری باتوں پر اپنے آپ کو ملامت کریں اس طرح بھی خاموشی کی عادت بنانے میں ان شاء اللہ عزوجل مدد ملیگی۔ آہ! وہ شخص بھی کتنا بدنصیب ہوگا جو صرف زبان کی بے احتیاطیوں کے سبب داخلِ جہنم ہوگا۔ واقعی اس سے تو گونگا ہی بھلا!

خاموشی عالم کا وقار اور جاہل کیلئے پردہ ہے

۷۸۶

آنکھوں کے قُفلِ مدینہ کے ۱۲ مَدَنی پھول

مدینہ ۱ ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیا سے اکثر نگاہیں نیچی کئے رہتے تھے۔

مدینہ ۲ بلاضرورت اِدھر اُدھر نظریں گھمانا سنت نہیں ہے۔

مدینہ ۳ جس سے بات کر رہے ہیں اُس کے چہرہ پر نظر گاڑنا سنّت نہیں۔

مدینہ ۴ گفتگو کرتے وقت بھی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں۔

مدینہ ۵ گاڑی میں سفر کرتے وقت احتیاط فرمائیں کہ آنکھیں فحش تو فحش فضول نظاروں میں بھی مشغول نہ ہوں

آنکھ اٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا
دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

مدینہ ۶ اجنبیہ عورت کو دیکھنا یا اَمرد کو شہوت کے ساتھ دیکھنا حرام ہے۔ ''مُکَاشَفَۃُ القُلُوب'' میں ہے جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کیا اللہ عزوجل بروزِ قیامت اُس کی آنکھ کو آگ سے بھر دے گا۔

مدینہ ۷ نگاہوں کو قابو کرنے کیلئے قفلِ مدینہ کے عینک کا استعمال مفید ہے۔ اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے دونوں GLASSES کے اوپری ایک تہائی (۱/۳) حصہ کی گرینڈر سے گھسائی کروالیں یا اتنے حصے پر TAPE لگالیں۔

مدینہ ۸ جس وقت قفلِ مدینہ کا عینک پہنا ہو اُس وقت نِگاہیں نیچی رکھیں اگر بار بار اوپر دیکھیں گے تو ہوسکتا ہے سر اور گردن میں درد ہوجائے بلکہ ابتدائی دنوں میں کچھ درد ہونے کا امکان ہے۔ عادت ہوجانے کی صورت میں ان شاءاللہ عزوجل درد نہیں ہوگا۔

مدینہ ۹ اس کی عادت بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداءً چار دن صرف ۱۲ منٹ پہنیں پھر رفتہ رفتہ وقت بڑھاتے جائیں۔

مدینہ ۱۰ جب قفلِ مدینہ کا عینک پہنیں تو GLASS کے گھسے ہوئے حصے پر نظر ڈالنے کی کوشش نہ کریں کہ آنکھوں کیلئے نقصان دہ ہے۔

مدینہ ۱۱ GLASS پر انگلی وغیرہ لگنے سے دھبّہ ہوجائے تو صاف کئے بغیر نہ پہنیں۔

مدینہ ۱۲ گاڑی چلاتے ہوئے قفلِ مدینہ کا عینک ہرگز نہ پہنیں۔

یا الٰہی! رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو